سات دنوں کا ہفتہ کیوں؟

خورشید اقبال

ہفتہ سات دنوں کا ہوتا ہے۔ دنیا کے جس ملک میں بھی آپ جائیں گے آپ کو سات دنوں کا ہفتہ ہی ملے گا۔ دنیا کے مختلف حصوں میں، وہاں کی زبانوں میں، لفظ 'ہفتہ' کا مطلب ہی 'سات' ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر فارسی زبان میں 'ہفت' کا مطلب سات ہوتا ہے، جس سے لفظ 'ہفتہ' وجود میں آیا ہے، یعنی 'سات دنوں کا مجموعہ'۔ یہی لفظ اردو زبان میں بھی مستعمل ہے۔ ہندی اور بنگلہ میں ہفتہ کو 'سپتاہ' کہا جاتا ہے جو سنسکرت لفظ 'سپت' سے بنا ہے جس کا مطلب سات ہوتا ہے۔ عربی زبان میں ہفتے کو 'اسبوع' کہا جاتا ہے جو لفظ 'سبع' سے بنا ہے جس کا مطلب ہوا سات۔ یوں ہی فرانسیسی زبان میں ہفتے کو *semaine*، اسپینی زبان میں *semana*، عبرانی زبان میں *shavoa*، یونانی زبان میں *hebdomas*، اطالوی زبان میں *settimana*، رومانوی زبان میں *saptamana*، ہنگرین زبان میں *het* اور آئس لینڈک زبان میں *seachtain* کہا جاتا ہے اور یہ سارے کے سارے الفاظ سات کے ہندسے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دنیا کی دیگر زبانوں میں بھی تقریباً یہی حال ہے۔

آپ دنیا کے جس حصے میں بھی جائیں آپ کو سات دنوں کے ہفتے سے واسطہ پڑے گا۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہفتہ سات دنوں کا ہی کیوں ہوتا ہے؟ پانچ دنوں کا، چھ دنوں کا، آٹھ دنوں کا یا دس دنوں کا کیوں نہیں ہوتا ہے؟ جب کہ سات کا ہندسہ ایسا ہے کہ اسے تقسیم بھی نہیں کیا جا سکتا ہے، یعنی آپ ایک ہفتے کو دو، تین یا چار برابر حصوں میں بانٹ بھی نہیں سکتے۔ مثال کے طور پر اگر ڈاکٹر آپ کو ایک ایسی دوا دے جو ہفتے میں دو بار کھانی ہو تو آپ کیسے کھائیں گے؟ ظاہر ہے آپ کو ایک بار تیسرے دن اور دوسری بار چوتھے دن کھانی ہوگی کیوں کہ سات دنوں کو دو برابر حصوں میں بانٹنا ناممکن ہے۔ تو پھر ہفتے کے لئے سات دن ہی کیوں مقرر کئے گئے؟ آٹھ دنوں کا ہفتہ تو شاید اس سے کہیں بہتر ثابت ہوتا جسے ہم بڑی آسانی سے دو یا چار حصوں میں تقسیم کر سکتے۔

اب یہاں کچھ لوگ شاید یہ سوال اٹھائیں کہ 30 دنوں کے مہینے یا 365 دنوں کے سال کا کیا جواز ہے؟........ تو بھئی 365 دنوں کے ایک سال کا تعلق زمین کی سالانہ گردش سے ہے یعنی وہ مدت جس میں ہماری زمین سورج کے چاروں طرف ایک چکر مکمل کرتی ہے۔ اسی طرح مہینے کے 30 یا 31 دن دراصل سورج کے مختلف برجوں سے گزرنے کی وجہ سے مقرر کئے گئے ہیں......... یوں مہینے یا سال کا جواز تو موجود ہے لیکن ہفتے کے سات دنوں کا ایسا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ تو پھر سات دنوں کا ہی ہفتہ کیوں؟ یہ سوال بڑا مشکل ہے اور اس کا جواب پانے کے لئے ہمیں تواریخ کے اوراق الٹنے ہوں گے۔

●

ایسا نہیں ہے کہ دنیا میں ہر جگہ سات دنوں کا ہی ہفتہ ہوتا ہے۔ دنیا کی بعض قدیم قوموں میں ہفتے کے لئے سات دنوں کے بجائے تین، چار، پانچ، چھ، آٹھ، نو یا دس دن بھی مقرر تھے یا اب بھی ہیں۔ مثال کے طور پر Basque قوم کے لوگوں کا ہفتہ، جسے وہ لوگ aste کہتے ہیں، تین دنوں کا ہوتا ہے جس کے دنوں کے نام بالترتیب *asteartea*، *asteartea* اور *asteazkena* ہوا کرتے ہیں۔ نائجیریا کے Igbo قبائل کا ہفتہ چار دنوں کا ہوتا ہے۔ انڈونیشیا کے جاوا نسل کے لوگوں کا ہفتہ پانچ دنوں کا ہوتا ہے جسے وہ لوگ *pasaran* کا نام دیتے ہیں۔ اسلام کی آمد کے بعد جاوا لوگوں

میں سات دنوں کے اسلامی ہفتے کا چلن بھی عام ہوگیا۔آج جاوا لوگوں میں ہفتے کے یہ دونوں نظام شانہ بہ شانہ چلتے ہیں۔افریقہ کے Akan نسل کے لوگوں نے، جو گھانا اور Ivory coast کے درمیان رہتے ہیں، چھ دنوں کا ہفتہ مقرر کر رکھا تھا جسے *nanson* کہا جاتا ہے۔آج بھی سات دنوں کے ہفتے کے شانہ بہ شانہ یہ ہفتہ بھی موجود ہے۔برما کے بدھ مذہب کے Theravada فرقے کے لوگوں کا ہفتہ آٹھ دنوں کا ہوتا ہے۔قدیم Etruscan اور Celt قوموں کے ہفتے بھی آٹھ دنوں کے ہوا کرتے تھے۔تواریخی شواہد یہ ثابت کرتے ہیں کہ قدیم Balt قوم کا ہفتہ 9 دنوں کا اور مہینہ 27 دنوں کا ہوا کرتا تھا۔عہد وسطیٰ کے ویلز (Wales) کے باشندوں کا ہفتہ بھی 9 دنوں کا اور مہینہ 3 ہفتوں اور ایک دن کا ہوا کرتا تھا۔

قدیم مصریوں کے یہاں ہفتہ دس دنوں کا ہوا کرتا تھا۔مصریوں نے آسمان کے بارہ برجوں میں سورج کی ایک گردش (365 دن) کو بارہ مہینوں میں تقسیم کیا تھا۔ہر مہینہ 30 دنوں کا ہوتا تھا جس کو انہوں نے دس دس دنوں کے تین ہفتوں میں بانٹ رکھا تھا۔اس طرح ان کے حساب سے سال میں 36 ہفتے ہوتے تھے۔10 دنوں کے 36 ہفتے مل کر 360 دن ہی ہوتے تھے۔سال کے باقی بچے 5 دنوں کو وہ پورے سال کے مختلف ہفتوں میں فٹ کردیتے تھے یعنی سال کے 36 ہفتوں میں سے 5 ہفتے 11 دنوں کے ہوتے تھے۔

●

بہر حال ایسے ممالک یا قومیں جن میں سات سے کم یا زیادہ دنوں کے ہفتے ہوا کرتے تھے یا اب بھی ہیں، وہ دنیا کے ایک مختصر سے حصے میں محدود ہیں۔باقی ساری دنیا میں سات دنوں کے ہفتے کا ہی چلن عام ہے۔اب سوال یہ ہے کہ ہفتے کے لئے سات کا عدد اتنا مقبول کیوں ہے؟ اس کے پیچھے دو ممکن وجوہات ہوسکتی ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ یہودیوں کی مذہبی روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق 6 دنوں میں مکمل کی اور ساتویں دن آرام کیا۔توریت کے مطابق اللہ نے پہلے دن روشنی کو تاریکی سے الگ کیا۔دوسرے دن اس نے آسمان کو پیدا کیا۔تیسرے دن زمین کو اور پودوں کو پیدا کیا۔چوتھے دن سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا۔پانچویں دن اس نے پانی کے جانداروں اور پرندوں کو پیدا کیا۔چھٹے دن اس نے رینگنے والے جانوروں، جنگلی جانوروں، چوپایوں اور انسانوں کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔

> ’’سو آسمان اور زمین اور اس کے کل لشکر کا بنانا ختم ہوا۔ اور خدا نے اپنے کام کو، جیسے وہ کرتا تھا، ساتویں دن ختم کیا اور اپنے سارے کام جنہیں وہ کر رہا تھا ساتویں دن فارغ ہوا۔ اور خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا کیوں کہ اس میں خدا ساری کائنات سے جسے اس نے پیدا کیا اور بنایا، فارغ ہوا۔‘‘
>
> (توریت، کتاب پیدائش، باب ۲: ۱-۲-۳)

یہودی مذہب میں ساتویں دن (یعنی سنیچر کے دن) کو مقدس مانا گیا ہے اور اسے ’سبت‘ کا دن کہا گیا۔توریت کے مطابق اس دن بنی اسرائیل کو دنیاوی کاموں سے روک دیا گیا تھا۔وہ دن صرف عبادت کا دن ہوا کرتا تھا (قرآن پاک بھی اس کی تصدیق کرتا ہے: الاعراف: 163 اور النحل: 124)۔اور اس طرح یہودیوں کے یہاں سات دنوں کے ہفتے کی ابتدا ہوئی جن میں چھ دن کام کے اور آخری دن (سبت کا) مقدس اور آرام کا دن تھا۔

دوسری طرف بابل اور اس سے متصل علاقوں میں سات دنوں کے ہفتے کی شروعات، سات سیاروں کی وجہ سے ہوئی۔بابل میں پائے گئے 41 قبل مسیح کے دستاویزات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اس دور میں بابل اور اس کے نواح میں، ہفتے کے سات دنوں کا تعلق آسمان میں حرکت کرنے والے اجرام فلکی سے تھا۔اس زمانے میں آسمان میں حرکت کرنے والے سبھی اجرام فلکی ’’سیارے‘‘ کہلاتے تھے جن کی تعداد سات تھی۔سورج اور چاند ان دنوں سیاروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ان کے علاوہ ننگی آنکھوں سے دکھائی دینے والے پانچ سیارے یعنی عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری اور

زحل ان میں شامل تھے۔اہلِ بابل چونکہ ستارہ پرست تھے اس لئے انہوں نے ہفتے کے سات دنوں کو ان سات سیاروں سے منسوب کر رکھا تھا۔ان کے خیال میں ہر ایک دن پر کسی ایک سیارے کی حکومت ہوا کرتی ہے۔اہل بابل کا یہ عقیدہ آہستہ آہستہ ساری دنیا میں پھیل گیا اور آج ہم دنیا کی بیشتر زبانوں میں دنوں کے نام ان سات سیاروں کے نام کے ساتھ جڑے ہوئے پاتے ہیں۔مثال کے طور پر اتوار کو سنسکرت، ہندی اور بنگلہ میں 'روی واز' کہتے ہیں، انگریزی میں اسے Sunday، جرمن میں Sonntag ، ڈچ میں Zondag، ڈینش،سویڈش اور نارویَن زبانوں میں Sondag، اور لاطینی زبان میں Dies Solis کہا جاتا ہے۔ان تمام ناموں کا مطلب ہوا ''سورج کا دن'' یعنی اتوار کا دن سورج سے منسوب ہے۔

اسی طرح سوموار کو انگریزی میں Monday، جرمن میں Montag، ڈچ زبان میں Maandag، سویڈش، ڈینش اور نارویَن زبانوں میں Mandag، اطالوی میں Lunedi، فرنچ میں Lundi اور اطالوی میں dies luna کہا جاتا ہے۔ان سب کا مطلب ہوا ''چاند کا دن''........ یعنی ہفتے کا یہ دن چاند سے منسوب ہے۔

یوں ہی منگل کا دن سیارہ مریخ (Mars) سے، بدھ کا دن سیارہ عطارد (Mercury) سے، جمعرات کا دن سیارہ مشتری (Jupiter) سے، جمعہ کا دن سیارہ زہرہ (Venus) سے اور سنیچر کا دن سیارہ زحل (Saturn) سے منسوب ہیں۔دنیا کی زیادہ تر زبانوں میں دنوں کے نام ان سیاروں کے ناموں سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ہندوستان میں رائج دنوں کے نام یعنی منگل، بدھ، برہسپت، شکر اور شنی وغیرہ بھی ان سیاروں کے ہی نام ہیں۔آج بھی ہم ہندوؤں کو مختلف دنوں میں مختلف سیاروں (دیوتاؤں) کی پوجا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔خصوصاً سنیچر کے دن شنی پوجا تو بڑے ہی اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہے کیوں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اس سے دکھوں اور پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

یہاں ایک خاص بات نوٹ کرنے کی ہے کہ انگریزی، جرمن اور چند دوسری یوروپی زبانوں میں منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ کے نام سیاروں کے نام سے منسوب نہیں ہیں بلکہ چند دوسرے دیوتاؤں کے نام سے منسوب ہیں۔دراصل یہ ان علاقوں میں قدیم زمانے میں رائج نارڈک مذہب کا اثر ہے جو رومن دیوتاؤں پر غالب آ گیا تھا۔

مثال کے طور پر منگل کے دن کے لئے انگریزی زبان میں Tuesday کا لفظ استعمال ہوتا ہے جو اصل میں لفظ Tiu سے بنا ہے اور نارڈک دیومالا کے مطابق لڑائی کے دیوتا Tyr کا اینگلوسیکسن ترجمہ ہے۔ ٹائر (Tyr) اوڈین (Woden) دیوتا کا بیٹا تھا جس کے نام پر بدھ کے دن کا نام Wednesday رکھا گیا ہے جو دراصل کبھی Woden's Day تھا۔یوں ہی طوفان کے دیوتا Thor کے نام پر جمعرات کا نام Thursday رکھا گیا ہے جو اصل میں Thor's day تھا۔اوڈین دیوتا کی بیوی کا نام فریگ (Frigg) تھا جو نارڈک دیومالا کے مطابق پیار اور خوبصورتی کی دیوی تھی۔ اس کے نام پر جمعہ کے دن کا نام Friday رکھا گیا جو اصل میں Frigg's day تھا اور بعد میں کثرت استعمال کی وجہ سے بگڑ کر Friday ہو کر رہ گیا۔

●

اس طرح ہفتہ کے سات دنوں اور ان کے ناموں کا جواز تو سمجھ میں آتا ہے۔لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی ذہن میں اٹھتا ہے کہ دنوں کے نام اس خاص ترتیب میں کیوں رکھے گئے؟ یعنی اتوار کے بعد سوموار اس کے بعد منگل اس کے بعد بدھ اس کے بعد جمعرات اس کے بعد جمعہ اور آخر میں سنیچر کیوں ہیں؟ جن لوگوں نے ان ناموں کو ترتیب دیا انہوں نے آخر کیا سوچ کر انہیں اس خاص انداز میں سجایا؟ کسی اور ترتیب میں کیوں نہیں سجایا؟ .... کوئی خاص وجہ ضرور ہوگی۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ دنوں کو ان سے منسوب اجرام فلکی کی جسامت کے لحاظ سے سجایا گیا ہو۔کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو مشتری جسامت کے لحاظ سے ان میں دوسرے نمبر پر ہے۔اس لئے اسے ہفتے کے پانچویں دن کے بجائے دوسرے دن سے منسوب ہونا چاہئے تھا اور Sunday کے بعد Thursday آنا چاہئے تھا۔

اور ایسا بھی نہیں لگتا کہ دنوں کی یہ ترتیب ان سے جڑے سیاروں کی گردش کی رفتار کی وجہ سے مقرر کی گئی ہو کیونکہ آسمان میں ایک گردش مکمل کرنے میں زحل کو 29 سال، مشتری کو 12 سال، مریخ کو 687 دن، سورج کو 365 دن، زہرہ کو 225 دن، عطارد کو 88 دن اور چاند کو 27 دن لگتے ہیں .اس طرح آپ دیکھ سکتے ہیں کہ دنوں کی یہ ترتیب اجرام فلکی کی گردش کی رفتار کی بنا پر بھی نہیں رکھی گئی ہے ورنہ ہفتے کا پہلا دن زحل سے منسوب ہوتا اور آخری دن چاند سے یعنی ہفتے کا پہلا دن سنیچر اور آخری دن سوموار ہوتا۔

تو پھر دنوں کی موجودہ ترتیب کا راز کیا ہے؟ کیا سوچ کر انہیں اس انداز میں سجایا گیا ہے؟ اس پیچیدہ سوال کو سب سے پہلے Plutarch نے 100ء میں حل کیا۔کافی تحقیق کے بعد اس نے دنوں کی موجودہ ترتیب سے متعلق ایک انوکھا انکشاف کیا۔اس نے بتایا کہ دنوں کی اس خاص ترتیب کے موجد اہل اسکندریہ ہیں۔اسکندریہ والے ستارہ پرست تھے اور انہوں نے دن کے 24 گھنٹوں میں سے ہر ایک گھنٹے کو سات سیاروں کے ساتھ ان کی گردش کی رفتار کی ترتیب سے منسوب کر رکھا تھا۔

ان کے عقیدے کے مطابق ہفتے کے پہلے دن کے پہلے گھنٹے کا مالک زحل ہوتا ہے،دوسرے گھنٹے کا مالک مشتری،تیسرے گھنٹے کا مالک مریخ، چوتھے گھنٹے کا مالک سورج، پانچویں گھنٹے کا مالک زہرہ، چھٹے گھنٹے کا مالک عطارد اور ساتویں گھنٹے کا مالک چاند ہوتا ہے۔آٹھویں گھنٹے کا مالک پھر سے زحل ہو جاتا ہے اور یوں ہی اسی ترتیب سے ساتوں سیارے باری باری دن کے ہر گھنٹے پر حکومت کرتے ہیں یہاں تک کہ پہلے دن کا آخری گھنٹہ (24 واں گھنٹہ) آجاتا ہے جس پر مریخ کی حکومت ہوتی ہے۔اس کے بعد ہفتے کا دوسرا دن شروع ہو جاتا ہے جس کے پہلے گھنٹے کا مالک اسی ترتیب کے مطابق سورج ہوتا ہے۔اس دن بھی ہر گھنٹے گھنٹے پر اسی ترتیب سے دیوتا بدلتے رہتے ہیں اور دوسرے دن کا آخری گھنٹہ عطارد کے زیر حکومت ختم ہو جاتا ہے اور تیسرے دن کا پہلا گھنٹہ شروع ہو جاتا ہے جس پر اسی ترتیب کے لحاظ سے چاند کی حکومت ہوتی ہے۔اسی طرح چوتھے دن کے پہلے گھنٹے کا مالک مریخ، پانچویں دن کے پہلے گھنٹے کا مالک عطارد، چھٹے دن کے پہلے گھنٹے کا مالک مشتری اور ساتویں دن کے پہلے گھنٹے کا مالک زہرہ ہوتا ہے۔

اہل اسکندریہ نے ہر دن کے پہلے گھنٹے کے مالک سیارے کو اس دن کا 'شاہ سیارہ' (regent planet) قرار دیا۔ان کے خیال میں یہ سیارہ اس دن بقیہ سارے سیاروں پر حکومت کرتا تھا اور دن بھر کے تمام اہم کاموں کو کنٹرول کرتا تھا۔اسی لئے انہوں نے ہر دن کا نام اس دن کے شاہ سیارے کے نام پر رکھ دیا یعنی پہلے دن کا نام زحل کے نام پر، دوسرے دن کا نام سورج کے نام پر، تیسرے دن کا نام چاند کے نام پر، چوتھے دن کا نام مریخ کے نام پر، پانچویں دن کا نام عطارد کے نام پر، چھٹے دن کا نام مشتری کے نام پر اور ساتویں دن کا نام زہرہ کے نام پر...... بالکل یہی ترتیب ہم آج بھی موجود پاتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ہفتے کا پہلا دن سنیچر کے بجائے اتوار ہو گیا، ترتیب وہی رہی۔

●

یہودیوں کے یہاں سنیچر سبت کا دن تھا۔اس دن کاروبار بند رہتا تھا اور یہ دن عبادت کا دن تھا۔عیسائیت کی اشاعت کے زیر اثر سنیچر کی جگہ اتوار کو چھٹی کا دن قرار دیا گیا۔شروع شروع میں یہودی سنیچر کو چھٹی مناتے تھے اور عیسائی اتوار کو۔لیکن دو چھٹیوں کی وجہ سے کاروبار میں کافی پریشانیاں پیدا ہو جاتی تھیں۔اس لئے 360ء میں عیسائی چرچ کے ایک حکم نامے کی رو سے سبت کے دن کا باقاعدہ طور پر خاتمہ کر دیا گیا اور آج صرف اسرائیل ہی ایک ملک ہے جہاں سنیچر کو چھٹی رہتی ہے۔باقی ساری دنیا نے اتوار کے دن کو چھٹی کا دن مقرر کر لیا۔صرف اسلامی ممالک اس سے مستثنیٰ ہیں۔اسلام نے جمعہ کو سید الایام (دنوں کا سردار) قرار دیا اور اسے عبادت کا دن مقرر کیا۔جمعہ کی نماز کو ایک خاص مذہبی اور سماجی حیثیت حاصل ہے جس کی وجہ سے جمعہ کو چھٹی کا دن قرار دیا گیا اور آج ساری اسلامی دنیا جمعہ کو چھٹی مناتی ہے۔

●

ایسا نہیں ہے کہ سات دنوں کے ہفتے کی روایت کو توڑنے کی کوششیں جدید دور میں نہیں ہوئیں۔کئی بار ایسا ہوا کہ لوگوں نے ہفتے کا ڈھانچہ بدلنا

چاہا لیکن انہیں کامیابی نہیں ملی۔اس کی دو مثالیں ہمارے سامنے ہیں:

پہلی کوشش: 1789ء میں فرانسیسی انقلاب کے بعد فرانس میں عشاریہ والے پیمانوں کی شروعات ہوئی۔لمبائی ناپنے کے لئے کیلومیٹر، میٹر، سینٹی میٹر اور ملی میٹر وغیرہ اور وزن ناپنے کے لئے کیلوگرام، گرام اور ملی گرام وغیرہ وضع کر کے فرانس نے پیمائش کا ایک نیا نظام رائج کیا جسے CGS سسٹم کا نام دیا گیا۔1793ء سے 1805ء کے دوران فرانسیسیوں نے وقت کے پیمانوں کو بھی اسی قسم کے عشاریہ سسٹم میں تبدیل کرنے کی کوشش کی اور 'فرانسیسی جمہوری کلینڈر' (French Republican Calendar) کا قیام عمل میں آیا۔اس کلینڈر کے مطابق ایک سال کو تیس تیس دنوں کے بارہ مہینوں میں بانٹ دیا گیا اور سال کے باقی بچے پانچ دنوں کو انہوں نے سال کے آخری مہینے کے ساتھ الگ سے جوڑ دیا گیا۔ہر مہینے کو دس دس دنوں کے تین ہفتوں میں تقسیم کر دیا گیا جنہیں *décades* کا نام دیا گیا۔ہفتے کے دنوں کے نام ان کی ترتیب کی بنیاد پر *primidi* (پہلا دن)، *duodi* (دوسرا دن)، *tridi* (تیسرا دن)، *quartidi* (چوتھا دن)، *quintidi* (پانچواں دن)، *sextidi* (چھٹا دن)، *septidi* (ساتواں دن)، *octidi* (آٹھواں دن)، *nonidi* (نواں دن) اور *décadi* (دسواں دن) رکھے گئے۔ 24 نومبر 1793ء کو فرانس میں ایک سرکاری حکم نامے کے ذریعہ فرانسیسی جمہوری کلینڈر کا نفاذ عمل میں آیا۔نئے نظام کے تحت دن کو دس گھنٹوں میں بانٹا گیا، ہر گھنٹے کو 100 منٹوں میں اور ہر منٹ کو 100 سیکنڈوں میں تقسیم کیا گیا۔حکومت فرانس نے رومن کیتھولک عیسائیوں کی مخالفت میں اتوار کو کی جانے والی عبادت پر پابندی لگا دی اور اس کی جگہ ہر *décadi* (دس دنوں والے ہفتے کا آخری دن) کو عبادت کا دن قرار دیا۔دراصل فرانسیسی حکومت کا مقصد فرانس سے چرچ کی بالا دستی کو ختم کرنا تھا.........لیکن یہ نظام چل نہیں سکا اور اتنی پریشانیاں پیدا ہوگئیں کہ آخر کار ستمبر 1805ء میں نپولین نے اس نظام کا خاتمہ کر کے پھر سے سات دنوں کے ہفتے کی شروعات کر دی اور یوں فرانسیسیوں کا یہ تجربہ بری طرح ناکام ہو گیا۔

دوسری کوشش: ہفتے کے سات دنوں کے نظام کو بدلنے کی دوسری کوشش روسیوں نے کی۔روسی انقلاب کے بعد اسٹالن نے مذہب سے نجات پانے اور اتوار کی مذہبی حیثیت کو ختم کرنے کی نیت سے ایک نیا کلینڈر ترتیب دیا۔اس کلینڈر میں سال کے 360 دنوں کو پانچ پانچ دنوں کے 72 ہفتوں میں تقسیم کر دیا گیا۔سال کے باقی بچے پانچ دنوں کو 'قومی تعطیل' کے دن کے طور پر تین ہفتوں میں شامل کر دیا۔اہم بات یہ تھی کہ قومی تعطیل کے یہ دن گنے نہیں جاتے تھے اور جس ہفتے میں یہ شامل ہوتے وہ ہفتہ بھی پانچ ہی دن کا سمجھا جاتا تھا۔ہفتے کے پانچوں دنوں کے نام پانچ مختلف رنگوں کے ناموں پر رکھے گئے تھے۔پہلا دن بیگنی، دوسرا دن نیلا، تیسرا دن زرد، چوتھا دن سرخ اور پانچواں دن سبز۔مزدوروں کو بھی انہیں پانچوں رنگوں سے منسوب کیا گیا تھا، وہی ان کے آرام کا دن ہوتا تھا۔مثلاً بیگنی رنگ والے مزدور کی ہفتے کے پہلے دن چھٹی رہتی تھی اور سرخ رنگ والے مزدور کی چوتھے دن۔

پانچ دنوں کے ہفتے کے نفاذ نے اتوار کی اہمیت ختم کر دی تھی۔اس سے دو عملی فائدے کمیونسٹوں کو حاصل ہو رہے تھے۔ایک تو یہ کہ اتوار کی چھٹی ختم ہونے سے چرچ کا نظام درہم برہم ہو گیا تھا اور اس طرح انہیں لا مذہبیت کا نظام نافذ کرنے میں آسانی ہو رہی تھی۔دوسرے اس طرح سے مزدور کسی خاص دن بڑی تعداد میں اکٹھا ہو کر کسی طرح کی تحریک نہیں چلا سکتے تھے۔کیونکہ مزدور پانچ جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے۔ہر جماعت کا ایک رنگ مخصوص تھا اور اسے اسی رنگ کے دن چھٹی ملتی تھی۔اس طرح 80 فیصد مزدور ہر وقت ڈیوٹی پر موجود رہتے تھے اور صرف 20 فیصد مزدور روزانہ چھٹی پر ہوتے تھے۔کام کبھی بھی بند نہیں رہتا تھا۔لیکن بہت جلد اس کے برے نتائج بھی سامنے آنے لگے۔مشینیں ہر وقت چلتی رہتی تھیں اس لئے ان کی دیکھ بھال (Maintainance) کے لئے بالکل وقت نہیں ملتا تھا جس کی وجہ سے مشینیں برباد ہونے لگیں اور کام کا بہت زیادہ نقصان ہونے لگا۔

آخر کار 1933 میں روسیوں نے چھ دنوں کا ہفتہ شروع کیا۔انہوں نے ہر ماہ کو چھ چھ دنوں کے پانچ ہفتوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ہفتے کا آخری دن چھٹی کا تھا یعنی ہر ماہ کی 6، 12، 18، 24 اور 30 تاریخیں آرام کے لئے مخصوص تھیں۔31 تاریخوں والے مہینوں میں کام کے ایک دن کا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔اس ماہ کے آخری ہفتے میں چھ دن کام کرنے کے بعد چھٹی ملتی تھی جب کہ فروری کے آخری ہفتے میں تین یا چار دن ہی کام ہوتا تھا۔

لیکن ان سارے تجربات میں ناکامی ہی حاصل ہوئی اور 1940ء میں پھر سے سات دنوں کا ہفتہ روس میں نافذ کر دیا گیا جو ہنوز جاری ہے۔

●

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سات دنوں کے ہفتے کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ پوری تہذیب یافتہ دنیا میں سات دنوں کا ہی ہفتہ رائج ہے اور کوششوں کے باوجود اسے تبدیل نہیں کیا جا سکا۔ حالات یہی بتاتے ہیں کہ سات دنوں کا ہفتہ مستقبل میں بھی قائم و دائم رہے گا۔

خورشید اقبال

12/مئی 2000ء

مطبوعہ: روزنامہ ''آزاد ہند'' کلکتہ

23/جون 2000ء

Khurshid Eqbal
Galaxy Apartments, Flat No. 303
B. L. No. 5, H. No. 5,
Kankinara, North 24 Parganas
WB, 743126
India.